Al-Mahdi Research Journal (MRJ)
Vol 5 Issue 3 (January-March 2024)
HJRS HEC Journal Recognition System
Category Y
ISSN (Online): 2789-4150
ISSN (Print): 2789-4142

The Role of Mosques, Madrasas, Khanqahs, and Imambargahs for Unity and Consensus: A Reflection on the Prophet's Biography

اتحاد و اتفاق کے لئے مساجد، مدارس، خانقاہ اور امام بار گاہ کا کردار (سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں)

Hafiz Majid Jamil Satti
Ph.D. Scholar in MY University Islamabad,
hafizmajidsatti@gmail.com

Hafiz Abdul Rahman
Phd Scholar Department of Islamic Studies and Arabic, Gomal University Dera Ismail Khan, Hafizabdulrahman93@gmail.com

Abstract

This paper explores the profound impact of mosques, madrasas, khanqahs, and imambargahs on fostering unity within the Muslim community, drawing inspiration from the life and teachings of the Prophet Muhammad (peace be upon him). It delves into their historical and contemporary significance, revealing mosques as not just places of worship but also hubs for community engagement and education. Madrasas are examined for their role in nurturing a well-informed Muslim society, while khanqahs are explored for promoting inner harmony through Sufi practices. Additionally, imambargahs, associated with Shia Islam, are analyzed for fostering collective identity and unity through religious commemorations. The paper addresses challenges such as technological advancements and globalization, proposing ways for

CC BY

these institutions to adapt while maintaining their core values. Ultimately, it aims to provide insights for policymakers and community leaders on leveraging these institutions to foster unity and consensus within the Muslim ummah, in line with the timeless principles exemplified by the Prophet Muhammad.

Keywords: Mosques, Madrasas, Khanqahs, Imambargahs, Unity

تمہید

اسلامی معاشرے میں مساجد و مدارس کا کردار اہمیت کا حامل ہے۔ معاشرے میں موجود انارکی اور افراتفری کو ختم کرنے میں مسجد کا کردار نمایاں ہے۔ مدارس، خانقاہ اور امام بارگاہ کی بنیاد مسجد ہی ہے جن کے افعال میں کسی حد تک فرق ہے۔ اِن اداروں میں عبادات کی انجام دہی کیساتھ ساتھ دینی و دنیاوی تعلیم، اسلامی تعلیمات اور اصلاح معاشرہ کے حوالہ سے وعظ و نصائح دیئے جاتے ہیں۔ "اور مسجدیں اللہ کیلئے ہیں پس اللہ کے ساتھ (مسجد میں) کسی کو نہ پکارو"[1] آیت مبارکہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مسجد کا سب سے بنیادی مقصد عبادات کا بجالانا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بندگی ہے۔ مسجد ایک پاک جگہ ہوتی ہے اس سے گندگی اور شرک و معصیت کو دور کیا جاتا ہے۔ اس لیے مسجد کو پسندیدہ جگہ کہا گیا ہے آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

(احب البلادالی اللہ مساجدھاوابغض البلادالی اللہ اسواقھا)[2]

"اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہر کی سب سے پسندیدہ جگہ اس کی مساجد اور ناپسندیدہ ترین جگہ اس کے بازار ہیں"

عصرِ حاضر میں مسلمانوں کے باہمی انتشار اور دوری کی ایک وجہ مسجد و مدارس سے تعلق کا کمزور ہونا ہے. منبر و محراب کا وہ استعمال نہیں ہو رہا جو مسلمانوں کے باہمی اتحاد و اتفاق میں مدو معاون ثابت ہو۔ اس ضمن میں وزارت مذہبی امور و بین المذاہب ہم آہنگی پاکستان کا مقالات سیرت کیلئے اس موضوع کا انتخاب نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ مسلم امہ اور خاص طور پر پاکستان میں جس طرح فرقہ پرستی پروان چڑھ رہی ہے ان اسباب کا جائزہ لینا ضروری ہے جو اس کے پیچھے کارفرما ہیں ان عوامل اور اسباب کے سدباب کیلئے مسجد، مدرسہ، خانقاہ اور امام بارگاہ کا کردار نہایت اہمیت کا حامل ہے۔

مسجد وہ جگہ ہوتی ہے جس کو نماز کیلئے متعین کر دیا جائے اور اس جگہ نماز پڑھی جائے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے۔ اس طرح مدرسہ وہ جگہ ہوتی ہے جہاں دینی و دنیاوی علوم کی درس و تدریس کی جائے۔ عام طور پر مساجد کیساتھ مدرسہ بھی بنایا جاتا ہے جہاں پر قرآن و حدیث اور دیگر علوم کی تعلیم دی جاتی ہے۔ کچھ مدارس مسجد کے علاوہ بھی بنائے گئے ہیں۔ ہر مکتبِ فکر کے اپنے مدارس ہوتے ہیں۔ جہاں پر ایک مخصوص نصاب کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ہر وہ جگہ جہاں عبادت ہوتی ہے مسجد کہلاتی ہے

CC BY

جیسے نبی ﷺ نے فرمایا زمین میرے لیے مسجد اور پاک بنائی گئی۔مسجد کی اصطلاح مسلمانوں کی عبادت گاہ کیلئے خاص ہے اگرچہ بعض لوگوں نے خاص طور مستشرقین نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ یہ اصطلاح اسلام سے پہلے بھی یہودیوں کے معبد کیلئے استعمال ہوتی تھی۔ڈاکٹر خالد علوی(م۲۰۰۸ء)اس بابت لکھتے ہیں:

> "مستشرقین کی کوشش ہوتی ہے کہ ہر چیز کو اہل کتاب کی اصطلاح ثابت کریں اور اسلام کو اس کی نقل بنائیں۔ہمیں اس سے انکار نہیں کہ اسلام سے پہلے مذاہب میں عبادت ہوتی تھی ان کے معبد تھے اور اگر ان معبدوں کو مسجد کے نام سے پکارا جاتا ہو تا تو بھی کوئی حرج نہیں اور اگر ان کی اصطلاح اسلام میں آگئی ہو تو بھی جرم کی بات نہیں اس لیے کہ ہم تمام الہامی مذاہب کا ممبع خدا کی ذات کو مانتے ہیں"(3)

ہر مذہب میں ایک عبادت گاہ ہوتی ہے جہاں ان کے لوگ عبادت کرتے ہیں۔معبد خانوں کے نام بھی مختلف ہوتے ہیں۔جیسے عیسائیوں کی عبادت گاہ کو چرچ،یہودیوں کی عبادت گاہ کو سینا گاگ اور ہندوؤں کی عبادت گاہ کو مندر کہتے ہیں۔اسلام میں عبادت گاہ کے لئے مسجد کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

اسلامی معاشرے میں مسجد کی ضرورت و اہمیت:

اسلام کے اوائل سے ہی مسجد اور تعلیم و تربیت کا گہرا تعلق رہا ہے۔مسجد وہ جگہ ہے جہاں سے امت مسلمہ کو اتحاد و اتفاق کا درس ملتا ہے. مسجد کی اجتماعی عبادات ہی اتحادِ امت کی ضامن ہیں انگریزی زبان میں اس کے لیے لفظ "Mosque" استعمال کیا جاتا ہے اگرچہ اب اس کے لیے انگریزی میں "Masjid" استعمال ہونے لگا ہے لفظ مسجد قرآن پاک کی بہت سی آیات میں استعمال ہوا ہے۔سورۃ الجن کی آیت مبارکہ میں مسجد کا سب سے بنیادی مقصد بیان کیا گیا ہے۔ارشادِ ربانی ہے:

وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللهِ اَحَدًا.(4) "اور مسجدیں اللہ کیلئے ہیں پس اللہ کے ساتھ (مسجد میں) کسی کو نہ پکارو"

اس قرآنی آیت میں مسجد کا سب سے بنیادی مقصد بتایا گیا ہے کہ یہاں اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کی جائے جیسے کہ یہود و نصاریٰ کا طریقہ ٹھہرا۔انھوں نے اپنے معبد خانوں میں بت پرستی شروع کر دی۔مفسر ابنِ کثیرؒ(م۷۷۴ھ) آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: "یقول تعالیٰ اٰمراعباده ان یوحد فی مجال دعوته ولا یدعی معه احدا ولا یشرک به کما قال قتاده. كانت اليهود والنصارىٰ اذا دخلو كنائسهم و بيعهم اشركو بالله"(5)

OPEN ACCESS
CC BY

اس کے علاوہ بھی قرآن پاک میں لفظ مسجد کا ذکر ہے سورۃ البقرہ میں اس شخص کو ظالم کہا گیا ہے۔ جو لوگوں کو مساجد میں جانے سے روکے۔ ارشادِ ربانی ہے:

وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰهِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ وَسَعٰی فِیْ خَرَابِهَا.(6)

"اور اس سے بڑا ظالم اور کون ہے جو اللہ کی مساجد میں اس کے نام کے ذکر سے منع کرے اور ان کو ویران کرنے کی کوشش کرے"

قرآن پاک میں مخصوص مساجد کا نام کیساتھ بھی ذکر آیا ہے جیسا کہ سورۃ بنی اسرائیل کی ایک آیت میں مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ دونوں کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلاً مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بَارَکْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا.(7)

"پاک ہے وہ ذات جو لے کر چلا اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ کیطرف جس کے ماحول پر ہم نے اپنی برکتیں نازل کی ہیں تاکہ ہم انھیں اپنی کچھ نشانیاں دیکھائیں"

مسجد قبا جو مسلمانوں کی پہلی مسجد کہلائی جسے آپ ﷺ نے ہجرت کے سفر میں مدینہ جانے سے پہلے قبا بستی میں تعمیر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِیْهِ.(8)

"البتہ جس مسجد کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی اول دن سے وہ اس لائق ہے کہ آپ اس میں کھڑے ہوں"

قرآن پاک میں مسجد کے لفظ کا بار بار آنا مسجد کی اہمیت ثابت کرتا ہے مسجد کا ذکر مختلف سیاق وسباق میں ہے۔ مسجد کو جو تقدس حاصل ہے اس کے پیش نظر مسلمانوں کو آداب بھی سکھائے گئے اور مسجد کی فضیلت بھی بتلائی گئی۔ اگر ہم دورِ نبوی ﷺ پر نظر ڈالیں تو ہمیں کچھ مثالیں اور آپ ﷺ کے اقوال ملتے ہیں جس سے پتا چلتا ہے کہ مسجد کی تعمیر اور اس کا تقدس بھی ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ نے مدینہ آنے کے بعد مسجد نبویؐ کی بنیاد رکھی جس کا مقصد صرف عبادت کرنا نہیں بلکہ مقصد یہ تھا کہ مسجد مسلمانوں کی اجتماعیت کی علامت بنے اور جملہ امور یہاں سے انجام پائیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

OPEN ACCESS CC BY

(من بنیٰ مسجداً للہ لہٗ بنی اللہ لہ مثلہ فی الجنۃ و فی روایۃ بیتاً فی الجنۃ) [9]

"جو شخص اللہ کیلئے مسجد بنائے خداوند کریم اس کیلئے جنت میں ایسا ہی گھر بنائے گا اور ایک روایت میں صرف گھر کا ذکر ہے"

درج بالا حدیث میں مسجد بنانے کی اہمیت بتائی گئی ہے کہ اللہ رب العزت جنت میں اس شخص کیلئے مسجد کی مثل گھر بناتے ہیں۔ایک اور مقام پر آپ ﷺ نے مسجد کے بارے میں ارشاد فرمایا:

(من غدا الیٰ المسجد او راح اعداللہ لہ نزلۃ من الجنۃ کلما غدا اور راح) [10]

"جو شخص دن کے اول حصہ میں یا آخری حصہ میں مسجد جائے اللہ تعالیٰ جنت میں اس کی مہمانی کا سامان کرتا ہے۔خواہ وہ صبح جائے یا شام کو"

اسلامی معاشرہ میں مسجد کا مقام اسے روحانی ومادی رہنمائی کا سرچشمہ بناتا ہے۔یہ عبادت کی جگہ بھی ہوتی ہے اور تعلیم و تربیت کا مدرسہ بھی۔ فرض نمازوں کی صف بندی لوگوں کو وہ روایات اور اخلاق سکھاتی ہے جو اسلام کا لب لباب اور مغز ہے۔جب لوگ بہترین کردار و اخلاق ڈھالنے سے عاجز رہنے لگے تو شاندار مسجدیں بنانے لگے جن میں نماز پڑھنے والے اسلام کا صحیح نمونہ پیش کرنے لگے [11]

ڈاکٹر مصطفیٰ السباعی (م ۱۹۶۴ء) مسجد کی اہمیت ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"اسلام میں تمام عبادات نفس کی تطہیر، اخلاق کے تزکیہ اور مسلمانوں کے درمیان وحدت اور تعاون کے رشتے کو مضبوط کرنے کیلئے ہیں۔بلاشبہ مسجد کو مسلمانوں کی زندگی میں اجتماعی اور روحانی حیثیت سے بڑا مقام حاصل ہے۔ مسجد مسلمانوں کی صف کو متحد رکھتی ہے۔ان کے نفوس کا تزکیہ کرتی ہے اور ان کے درمیان قوت اور باہمی ربط کو اجاگر کرتی ہے" [12]

ہمیں سیرت نبوی ﷺ سے مسجد کی تعمیر، مسجد کا مفہوم اور مسجد کے بنیادی کردار کے بارے میں تعلیمات ملتی ہیں۔خاص طور پر یہ آشکار ہوتا ہے کہ مسجد صرف عبادت کی جگہ نہیں بلکہ مسلمانوں کے اجتماعی معاملات بھی یہی طے ہوتے ہیں۔مسجد ایک درسگاہ بھی ہے۔ایک عدالت بھی ہے جہاں مختلف تنازعات اور مختلف فیہ معاملات کے تصفیے ہوتے ہیں۔اتحاد و اتفاق کیلئے مسجد کے کردار کو آگے جاکر تفصیلاً ذکر کیا جائے گا۔

CC BY

مدرسہ مفہوم واہمیت اور اجتماعیت میں کردار:

مسجد اور مدرسہ لازم وملزوم تو نہیں ہیں لیکن اکثر مساجد کے ساتھ ایک چھوٹا یا بڑا مدرسہ بھی بنایا جاتا ہے۔ جہاں پر قرآن کی تعلیم تو لازمی دی جاتی ہے اس کے ساتھ ساتھ دیگر دینی و دنیاوی علوم بھی سکھائے جاتے ہیں کچھ مدارس نے تو باقاعدہ یونیورسیٹوں کی شکل بھی اختیار کی جہاں جدید سائنسی علوم بھی پڑھائے جاتے ہیں۔ مدراس میں دراصل علم کی درس و تدریس ہوتی ہے اور علم سیکھنے اور سکھانے کی اہمیت قرآن وحدیث میں بیان ہوئی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ.[13]

"آپ ﷺ کہیے کہ کیا علم والے اور جہل والے برابر ہوتے ہیں"

مدرسہ اگر اس معنی میں لیا جائے جس کی اپنی مستقل عمارت ہو، اساتذہ اور طلباء ہوں اور ایک خاص تعلیمی نظام اور منصوبہ بندی کے تحت علوم وفنون کی تدریس ہوتی ہو تو اس طرح کے مدرسہ کا وجود اسلام کے ابتدائی ادوار میں نہیں تھا۔ بلکہ مسجد ہی تمام مذہبی، علمی اور سیاسی سرگرمیوں کا مرکز و محور تھی۔ زمانہ گزرنے کیساتھ ساتھ حصولِ علم کے طور طریقے بدلنے لگے۔ علم کے حلقے بڑھ گئے۔ درس و تدریس میں مسابقت کا شوق پیدا ہوا اور بحث و مناظرے کی صدائیں گونجنے لگی۔ چنانچہ ان چیزوں نے مدارس کو مساجد سے الگ کر دیا۔ کیونکہ مساجد میں کی جانے والی عبادت کیلئے سکون واطمینان کی فضا ضروری تھی۔ ڈاکٹر خالد علویؒ مدرسہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "مکتب اور مدرسہ مسلم اجتماعی ادوارات میں بہت زیادہ اہمیت کا حامل ہے۔ مکتب اس جگہ کو کہا جاتا ہے جہاں لکھا پڑھا جاتا ہے۔ کسی معاشرے کے اجتماعی شعور اور انفرادی شخص کے ارتقاء کا دارومدار زیادہ تر مکتب و مدرسہ پر ہے۔ جو ماحول مدارس و مکاتب کا ہو گا وہی ماحول کسی نا کسی طرح پورا معاشرہ اپنائے گا یہی وجہ ہے کہ ہر قوم اپنے تعلیمی نظام اور تعلیمی درسگاہوں کی عظمت پر زور دیتی ہے۔"[14]

ابتدائے اسلام میں مسجد نبویؐ ہی مدرسہ تھی۔ تمام علمی مجالس اور حلقہ ہائے درس مسجد میں ہی ہوتے تھے۔ بعد ازاں مساجد کیساتھ کتب خانوں کا قیام بھی عمل میں لایا گیا۔ اس کے ساتھ جو لوگ حصول علم کیلئے آتے تھے ان کیلئے رہائش کا انتظام بھی کیا گیا۔ اس طرح یہ مساجد مدارس کی حیثیت بھی اختیار کرنے لگیں۔ ایک عرصے تک مسجدیں ہی مدرسہ کا کام دیتی رہیں اور پورا تعلیمی نظام مسجد ہی کے گرد گھومتا تھا پھر ایسے اسباب پیدا ہو گئے کہ مستقل درسگاہیں وجود میں آنے لگیں۔ ابتداء میں مسجد نبوی

OPEN ACCESS
CC BY

کیساتھ بھی ایک چبوترا قائم کیا گیا جو اسلام میں صفہ کے نام سے مشہور ہوا۔ یہاں وہ لوگ علم سیکھتے اور رہائش بھی اختیار کرتے تھے جو دور دراز علاقوں سے آتے تھے۔ ڈاکٹر احمد شلبی مدارس کی ضرورت کے بارے میں لکھتے ہیں:

> ”ضرورت زمانہ اس کا باعث تھی، عراق،شام اور مصر میں بویہ اور فاطمی خاندانوں کو اقتدار حاصل تھا اور چونکہ یہ دونوں خاندان عقائد کے لحاظ سے شیعہ تھے لہذا شیعہ مذہب کی تبلیغ کرتے تھے اور بعض حالات میں اپنے عقائد اپنی رعایہ پر ٹھونستے تھے۔ان دونوں خاندانوں کے بعد سلجوقی اور ایوبی خاندان برسرِ اقتدار آئے۔ان کا تعلق اھل السنت والجماعت سے تھا انہوں نے ردعمل میں ایسے مدرسے بنائے جو دین حق کی صحیح اور معتدل تعلیم دیتے تھے۔ مدراس کی ابتداء صفہ سے ہوئی اور آج تک اس کی مختلف شکلیں جاری ہیں۔“(15)

سب سے پہلا مستقل مدرسہ الحاکم نے ۳۹۵ھ میں بنایا جسے وہ دارالحکمت کہتا تھا۔ الحاکم فاطمی تھا۔ الازہر بھی اسی فاطمی دور کی یادگار ہے۔ شیعہ سنی اختلاف کی وجہ سے یہ مدارس مناظرانہ کوششوں کا مرکز بن گئے اس لیے سنی ریاست کو مدارس کا علیحدہ نظام بنانا پڑا۔ صفہ مدرسہ میں بنیادی کام تو حصولِ علم اور درس و تدریس کا تھا اس کے علاوہ جہاں کہیں تبلیغ و دعوتِ اسلام کی ضرورت ہوتی تو ان میں سے بعض حضرات کو بھیج دیا جاتا تھا۔ آپ ﷺ بحیثیت معلم اول اصحابہ صفہ اور مسلمان طالبان علم کو شخصی تعلیم دیتے ہوئے تعلیمی سرگرمیوں میں نظم و نسق کا خصوصی اہتمام کرتے تھے. تعلیمی معاملات میں باقاعدگی کو ملحوظ رکھتے اگر کہیں کوئی بے قاعدگی نظر آتی تو فوراً تدارک فرمادیا کرتے تھے۔ ڈاکٹر محمد حمید اللہ (م ۲۰۰۲ء) لکھتے ہیں:

> ”درسگاہ صفہ میں صرف مقیم طلبہ کی تعلیم کا انتظام نہ تھا بلکہ ایسے بھی بہت سے لوگ آتے تھے جن کے مدینہ میں گھر تھے اور صرف درس کیلئے وہاں حاضر ہوتے تھے وقتاً فوقتاً عارضی طور پر درسگاہ میں شریک ہونے والوں کی بھی کمی نہ تھی مقیم طلبہ کی تعداد گھٹتی بڑھتی رہتی تھی“(16)

مدرسہ صفہ کے اس علمی مرکز میں تعلیم کیساتھ ساتھ تربیت کا بھی اہتمام تھا۔ حقیقت میں تبلیغ اور معاشرے کی اجتماعیت کی گاڑی انہی دو پہیوؤں پر چلتی ہے۔ معلمِ اول سرکار دوعالمؐ نے اپنے شاگردوں مین یہ دونوں اوصاف بدرجہ اتم ودیعت کر دیئے تھے۔ آج بھی تعلیمی ادارے اور مدارس معاشرے کے اجتماعیت اور اتحاد و اتفاق میں بہترین کردار ادا کر سکتے ہیں۔ صفہ

OPEN ACCESS
CC BY

مدرسہ نے صحابہ کرام کو اخوت اور اجتماعیت کی لڑی میں پرو دیا تھا۔ حصولِ علم کیساتھ ساتھ ان میں ایک دوسرے کیلئے ہمدردی، غم خواری اور ایثار کے جذبات بھی پیدا ہو گئے تھے۔ بعض صحابہ کرام نے کسبِ معاش کیلئے باریاں لگا رکھی تھی ایک دن ایک کسبِ معاش کرتا تو دوسرا خدمتِ اقدس میں پیش ہوتا تھا۔

خانقاہ اور اصلاح معاشرہ:

خانقاہ بھی دراصل مدرسہ ہی ہوتا ہے۔ یہاں حصولِ علم کیساتھ ساتھ باطنی پاکیزگی پر زور دیا جاتا ہے۔ خانقاہوں کا وجود صوفیا کرام کے دم سے ہوا۔ ایسے مستقل مراکز کو خانقاہ کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے جہاں قرآن و سنت کے عملی پہلو کو افراد کے اندر نافذ کرنا ہے۔ بعض علماء جیسے سیوطی نے خانقاہ اور مدرسہ کو ایک ہی عنوان کے تحت درج کیا ہے تاہم ان کا الگ تشخص قائم رہا۔ دینی تعلیم کی ترویج میں مساجد و مدرسہ کیساتھ ساتھ خانقاہیں بھی مرکزِ تعلیم و تدریس رہی ہیں۔ جن میں متعدد علوم خاص طور پر باطنی علوم کی تدریس ہوتی تھی۔ تعلیمِ بالغاں کا انتظام تھا البتہ اصلاح باطن کی طرف زیادہ توجہ دی جاتی تھی۔ یہ خانقاہیں بیک وقت عبادت گاہیں اور درس و تدریس و اصلاح باطن کے مراکز بھی رہیں۔ عموماً ہر درسگاہ میں ایک کامل پیر یا شیخ موجود ہوتا تھا جو خانقاہ میں آنے والے افراد کی ظاہری و باطنی اصلاح کرتا تھا اور انہیں زیورِ تعلیم سے آراستہ کرتا تھا یہ سلسلہ شاہ ولی اللہؒ کے دور تک بدستور قائم رہا اور اب بھی یہ خانقاہیں کسی نہ کسی صورت میں موجود ہیں اور ایک حد تک مذہبی اقدار سنبھالے ہوئے ہیں۔ جلال الدین سیوطیؒ (م۹۱۱ھ) خانقاہ کی تاریخ کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "سرزمین مصر پر سب سے پہلے باقاعدہ خانقاہ دارالسعدیہ کے نام سے ۵۶۹ھ میں صلاح الدین ایوبیؒ نے تعمیر کروا کر اسے صوفیا کیلئے وقف کر دیا تھا۔ اس میں مقیم صوفیاء تعلیم و تربیت کیلئے خاص شہرت رکھتے تھے۔ ایک خانقاہ رکن الدین پرس نے ۷۰۷ھ میں دارالوزراء کے مقام پر تعمیر کروائی۔"(17)

خانقاہی نظام فکر و عمل پر مشتمل ایک ایسا سسٹم ہے جو سوچنے کا اپنا الگ انداز رکھتا ہے اس لیے ہم اسے فلسفے کی ایک شاخ کہہ سکتے ہیں۔ اگر اس کے مراقبوں، مجاہدوں اور ریاضتوں کو اس کا ضابطہ عمل سمجھ لیا جائے تو پھر یہ ایک مستقل مذہب بن جاتا ہے کیونکہ ہر مذہب فکر و عمل پر مشتمل ہوتا ہے۔

عبادت کی اہمیت و پابندی کے حوالہ سے صوفیاء کے دو طبقے ہیں اولین دور کے صوفیاء میں سے شاید ہی کوئی ایسا ہو جو عبادت کی پابندی کرنے والا نہ ہو۔ تاہم متاخرین صوفیاء کرام کا معاملہ قدرے مختلف ہے ان میں سے کچھ روایتی گدی نشین اپنے

OPEN ACCESS

آپ کو عبادات سے مبرا بھی قرار دیتے ہیں۔ خانقاہی نظام نے اجتماعی زندگی پر رواداری، مساوات اور خدمت خلق جیسے مثبت اثرات ڈالے ہیں۔ خانقاہ دین ودنیا کی فلاح واصلاح پر مبنی ایک اجتماعی تحریک ہے۔ خانقاہ کا ہی نمایاں کردار تھا کہ جس میں ہر طرح کے مسلمانوں کا ملاپ ہوتا تھا۔ کسی تفریق کے بغیر ہر مذہب و نسل کے لوگ یہاں موجود ہوتے اور دلی سکون حاصل کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ اس نمایاں کردار کی وجہ سے خانقاہ کا معاشرے کی اجتماعیت اور اتحاد و اتفاق میں بڑا حصہ تھا۔ اور آج بھی اس عنصر کو زندہ کرنے کی ضرورت ہے۔

عصر حاضر میں اتحاد و اتفاق کی ضرورت واہمیت:

اسلام نے مسلمانوں کے سامنے آپس کے اتحاد واتفاق اور اجتماعیت کا مثبت تصور پیش کیا ہے اور مسلمانوں کے مضبوط تعلقات پر خاص زور دیا ہے۔ آج عالمی سطح پر دعوت دین اور غلبہ دین کیلئے امت مسلمہ میں مضبوط اجتماعیت اور منظم اتحاد کی ضرورت ہے۔ اجتماعیت اور اتحاد ایک فولادی قوت و طاقت ہے یہ عروج و ترقی کا سبب ہے جبکہ انتشار و اختلاف ضعف و کمزوری ہے۔ دنیا کا سارا نظام اتحاد کے بل بوتے پر قائم ہے جب دنیا کی ساری چیزوں میں اتحاد و اتفاق کی کارفرمائی پائی جاتی ہے تو انسانوں خاص طور پر مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق کی اشد ضرورت ہے۔ قرآن و حدیث کی تعلیمات بھی اس بات پر زور دیتی ہیں کہ مسلمانوں کو آپس میں متحد رہنا چاہیے اور تفرقہ بازی یا اختلاف سے دور رہنا چاہیئے۔ ارشادِ ربانی ہے:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعاًوَّلَا تَفَرَّقُوْا۔[18]

”سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑلو اور تفرقہ میں نہ پڑو“

اس آیت مبارکہ میں مسلمانوں کو متحد رہنے اور اور تفرقہ بازی اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے قرآن کریم تمام مسلمانوں کو بھائی چارے کی دعوت دیتا ہے کیونکہ بھائی چارہ اور اخوت خدا کی عنایات میں سے ایک عنایت ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ۔[19]

”بے شک مؤمنین تو آپس میں بھائی بھائی ہیں“

مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق میں اخوت کا بہت عمل دخل ہے کیونکہ مذہب کا عنصر انہیں ایک لڑی میں پروتا ہے اور ایک دوسرے کے دل میں محبت ڈالتا ہے آپ ﷺ نے مسلمانوں اور مومنین کو جسمِ واحد کیطرح قرار

CC BY

دیا اور عمارت کیطرح قرار دیا کہ مسلمان بھی آپس میں متحد ہو کر اپنی اس عمارت کو مضبوط کر سکتے ہیں۔ آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

(المؤمن للمؤمن کا لبنیان یشد بعضه بعضاً و شبک اصابعه)
(20)

"ایک مسلمان دوسرے مسلمان کیلئے عمارت کی طرح ہے اس کا ایک حصہ دوسرے حصہ کو مضبوط کرتا ہے۔"

اگر سارے مسلمان اسی طرح ایک دوسرے کیساتھ مربوط و متحد رہیں اور باہمی محبت اور تعاون کی زنجیر میں منسلک رہیں تو پوری ملت اسلامیہ ایک مضبوط اور ناقابلِ تسخیر طاقت بن جائے گی۔

تاریخ شاہد ہے کہ جب مسلمان آپس میں متحد ہو کر رہے اور اجتماعیت کو اختیار کیے رکھا تو اسلام بھی غالب رہا غیر مسلم قوتیں بھی مسلمانوں سے دور رہیں۔ابتدائے اسلام اور خلفائے راشدین کے دور کی تمام فتوحات آپس کے اتحاد و اتفاق کی وجہ سے ملیں۔عصر حاضر میں مسلمانوں کے اتحاد کا شیرازہ بکھرا ہوا ہے غیر مسلم مسلمانوں پر غلبہ حاصل کرنے کیلئے ان کو وقتاً فوقتاً بھڑاوا دیتے ہیں مسلمان بڑی تعداد میں ہونے کے باوجود بھی کشمیر، فلسطین اور برما میں مظالم سہہ رہے ہیں ۔افراد کا اتحاد ہی ملکوں کے اتحاد کا سبب بنتا ہے اس لیے مسجد و مدرسہ کا کردار اتحاد کے ضمن میں اہم ہے ہم نے ان مذہبی اداروں کے کردار کو بہتر بنانا ہے اور اسمیں موجود خامیوں کو دور کرکے اپنے آپ کو مضبوط کرنا ہے۔

حالیہ دِنوں میں فلسطین کے شہر غزہ اور مسجدِ اقصیٰ پر اسرائیلی فوج کا حملہ اور اس پر مسلمان ممالک کیطرف سے خاطر خواہ ردعمل نہ آنا بھی لمحہ فکر یہ ہے اس کمزوری کی وجہ رابطوں کا فقدان اور امت مسلمہ کا آپس میں اتحاد و اتفاق نہ ہونا ہے اس مقالہ میں انہیں کمزوریوں کی نشاندہی اور اتحادو اتفاق کو بڑھانے والے عوامل کو اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

مساجد و مدارس جیسا عظیم الشان نظام دنیا کے کسی بھی دوسرے مذہب میں نہیں ہے۔ان کے مندر و کلیسا صرف مخصوص دنوں میں آباد ہوتے ہیں باقی دنوں میں یہ مقام ویران رہتے ہیں۔وقت کے ساتھ ساتھ جب مدارس وجود میں آنے لگے تو مسجد کا کردار مدارس کے حصے میں بھی آنے لگا۔حصول علم کی تلاش میں آئے ہوئے طالب علم اکٹھے رہنے اور ایک دوسرے کے

OPEN ACCESS

دکھ درد میں شریک رہتے تھے۔بعد ازاں خانقاہیں بنیں اور صوفیائے کرام کے فیض سے مستفید ہونے کے لئے جوق درجوق لوگوں نے ان خانقاہوں کا رخ کیا۔روحانی و باطنی پاکیزگی کے ساتھ ساتھ یہ میلان معاشرے کی اجتماعیت کو بھی تقویت دینے لگا۔ذیل میں کچھ ایسے عوامل کا تذکرہ کیاجائے گاجو مساجد، مدارس،خانقاہ اور امام بارگاہ کے حوالہ سے مسلمانوں اور معاشرے کے اتحادواتفاق کے لئے کردار ادا کرسکتے ہیں۔

1۔مسجد بطور مرکز عبادت:

مسجد کا سب سے بنیادی کردار یہ کہ اس میں عبادت کی ادائیگی ہوتی ہے۔مسلمان پانچ وقت کی نماز ادا کرتے ہیں اور اسی طرح جمعہ و عیدین کی نمازوں میں بھی شریک ہوتے ہیں۔یعنی مسجد عبادت کا مرکز ہے۔اس میں مسلمان جمع ہوتے ہیں اور اکٹھے کھڑے ہو کر ایک امام کے پیچھے نماز میں شریک ہوتے ہیں۔مذہبی مرکز کی حیثیت سے مسجد کی سب سے بڑی خصوصیت نظام صلوٰۃ کا قیام ہے۔جس میں دن میں پانچ مرتبہ اجتماع ہوتاہے اور اس کے ساتھ ہی جمعہ کا ہفتہ وار اجتماع ہے جسے مسلمانوں کی زندگی میں بہت اہمیت حاصل ہے۔قرآن و سنت میں نماز باجماعت اور نماز جمعہ کی جو فضیلت آئی ہے اس سے مسجد کی اجتماعی حیثیت واضح ہو جاتی ہے۔(21)

مسجد کا کردار بطور مرکز عبادت سب سے بڑھ کر ہے کیونکہ نماز و دیگر عبادات کے لئے مسلمان مسجد ضرور جاتے ہیں جہاں پر ان کا ملنا اور ایک دوسرے کی خبر گیری کرنا اتحاد و اتفاق کا باعث بنتاہے۔مسجد میں عبادت کی غرض سے جانے کی فضیلت آپ ﷺ کے اس قول سے ہوتی ہے:

(بشر المشائین فی الظلم الی المساجد بالنور التائم الی یوم القیامۃ) (22)

”ان لوگوں کو خوشخبری پہنچاؤ جو اندھیرے میں مسجدوں کی طرف جاتے ہیں
کہ قیامت کے دن اس کے سبب ان کو کامل روشنی نصیب ہوگی“

مسجد و مدرسہ عبادات کے ذریعہ مسلمانوں کی اجتماعیت میں اہم کردار ادا کرتاہے۔اسی طرح خانقاہیں اور امام بارگاہ میں بھی مسلمان عبادات کے لئے آتے ہیں۔یہ اجتماع جمعہ و عیدین کی نماز میں بڑا ہوتاہے اس لئے اتحاد میں کردار کے لئے ان کا اثر بھی زیادہ ہے۔

2۔مسجد و مدرسہ بطور تعلیمی مرکز معاشرے کی اجتماعیت میں کردار:

گردش زمانہ سے مسلمانوں کی حالت بدلتی رہی ہے اور اس کی وجہ سے نظام مساجد میں اہم تبدیلیاں رونماہوئیں۔مسجد کی سیاسی، انتظامی اور عدالتی حیثیت کم ہوتی چلی گئی لیکن مسجد کی جن دو حیثیتوں پر کوئی فرق نہیں پڑا وہ اس کی مذہبی اور تعلیمی

CC BY

مرکزیت ہے۔زوال پذیر دور میں بھی لوگ نماز پنجگانہ، نماز جمعہ اور عیدین کے لئے یہاں جمع ہوتے رہے ہیں۔اسی طرح تعلیمی سلسلے کا آغاز بھی مسجد سے ہوتا رہا ہے۔

3۔ معاشرے کی اجتماعیت میں جمعہ، عیدین اور حج کا کردار:

مسجد کی مذہبی و عبادتی حیثیت میں نماز جمعہ و عیدین اور حج جیسی عبادات کا معاشرے کی اجتماعیت میں بنیادی کردار ہے۔ہر جامع مسجد میں جمعہ کے دن لوگوں کا بڑا اجتماع ہوتا ہے۔اسی طرح نماز عیدین میں جمعہ سے بھی بڑا اجتماع ہوتا ہے۔تمام لوگ اکٹھے ہو کر ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے ہیں۔اکٹھے ہو کر عبادت کرنے کی یہ کیفیت لوگوں کو اپنے اختلافات بھلا کر اتحاد و اتفاق سے رہنے کی ترغیب دیتی ہے۔نماز کے بعد تمام لوگ آپس میں ملتے ہیں ایک دوسرے کی خبر گیری کرتے ہیں اس طرح لوگوں کی پریشانیاں ختم ہوتی ہیں اور وہ ایک دوسرے کے غم خوار بنتے ہیں۔

4۔مسجد کے سماجی و رفاہی پہلو کا کردار:

مسجد مسلمانوں کی انفرادی و اجتماعی زندگی کا مرکز و محور ہے۔اس کی حیثیت پاور ہاؤس کی سی ہے۔مسلم معاشرہ میں مسجد و مدرسہ کو وہی مقام حاصل ہے جو انسانی جسم میں دل کا ہوتا ہے۔جب دل صحیح سلامت ہے جسم بھی متحرک رہتا ہے۔مسجد مسلمانوں کی روحانی تربیت کا مرکز بھی ہے۔ہر مسلمان کے لئے مسجد میں دن ورات کے پانچ اوقات میں باجماعت نماز کے لئے حاضری لازمی قرار دی گئی ہے۔ساتھ ہی مسجد سے مسلمانوں کے تمام تہذیبی و تمدنی، تعلیمی و ثقافتی، معاشرتی و معاشی امور میں رہنمائی کا کام بھی لیا جاتا ہے۔

5۔مسجد کے ساتھ خدمت خلق، کمیونٹی سینٹر اور باہمی تعاون کے اداروں کا قیام:

اسلام میں مسجد کی اہمیت صرف عبادت گاہ کے طور پر نہیں ہے بلکہ یہ ایک سماجی ادارہ بھی ہے کیونکہ مسجد کا استعمال صرف عبادت کے لئے ہو تو اس سے سماجی فائدہ نہیں اٹھایا جاسکتا۔مسجدوں کے ساتھ جیسے مدارس قائم کیے جاتے ہیں اسی طرح محلہ یا شہر کی سطح پر خدمت خلق کے ادارہ جات، کمیونٹی سینٹر اور باہمی تعاون کے دوسرے ادارے قائم کئے جاسکتے ہیں۔دوسروں کی خدمت کرنا یا مالی تعاون کرنا بھی عبادت ہے۔

حدیث مبارکہ کی رو سے مسلمان بھائیوں کی ضرورت پوری کرنا نیکی ہے اور بھائی چارے کی وجہ بنتا ہے۔عصر حاضر میں تمام مساجد اور مدارس کے ساتھ اس طرح کے ادارے ہونے چاہئیں جو غریب لوگوں کی مدد کریں۔اس طرح سے خدمت خلق بھی ہو گی اور مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق بھی بڑھے گا۔مولانا امیر الدین مہر (م ۲۰۲۰ء) اپنی کتاب میں لکھتے ہیں:

CC BY

> ”اسلامی ریاست رفاہی، سماجی بہبود اور عوام کی بھلائی کی ریاست ہوتی ہے اس ریاست کی اولین ترجیح اپنے شہریوں کی بھلائی، بہبود، سہولیات مہیا کرنا، ان کی ضرورتوں کو پورا کرنا اور ان کی بنیادی حاجات کی تکمیل کرنا ہوتی ہے۔ریاست کے حکمرانوں اور کارکنوں کی ذمہ داری ہے کہ عوام کی ضروریات معلوم کریں اور مدد کے لئے خود ان تک پہنچیں“[23]

یورپی ممالک میں مساجد کے ساتھ کمیونٹی سینٹر کا قیام لازمی ہوتا ہے۔جہاں مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ رابطے میں ہوتے ہیں۔تمام سماجی و مذہبی تقریبات مسجد میں منعقد ہوتی ہیں۔مسلمان اپنے شرعی مسائل سے آگاہی کے لئے آتے ہیں۔اسی طرح دوسرے مذاہب کے لوگ بھی یہاں آتے ہیں جس سے ملک کے تمام لوگوں میں اتحاد و اتفاق بڑھتا ہے۔برصغیر پاک وہند کی مساجد میں بھی اس امر کی ضرورت ہے کہ مساجد کے ساتھ کمیونٹی سینٹر کا قیام ہو۔

آج بھی غیر مسلم معاشروں میں جہاں مسلمانوں کے علاقوں میں مساجد قائم ہیں وہاں پر مساجد خصوصی طور اسلامک ویلفیئر سینٹر کا بھی کردار ادا کرتی ہیں۔جہاں کمیونٹی سینٹر کو منظم کرنے سے لے کر معاشی، سماجی، اخلاقی، تعلیمی اور دینی مسائل وغیرہ جیسے مسائل کا حل اور خصوصی طور پر فلاحی خدمات کا مکمل نظام موجود ہے۔[24]

6۔نکاح اور دوسری مذہبی تقریبات کا مسجد میں انعقاد:

معاشرے میں اجتماعیت کو برقرار رکھنے اور اتحاد و اتفاق کو رواں رکھنے کے لئے مسجد کا ایک کردار یہ بھی ہے کہ نکاح یا دوسری مذہبی تقریبات کا انعقاد مسجد میں کیا جائے۔اس طرح سے لوگوں کا مسجد سے تعلق مضبوط ہوگا اور مسجد میں آمدورفت اور میل جول بڑھے گا جس کا لازمی نتیجہ اتحاد و اتفاق کی صورت میں ملے گا۔اس کے بارے میں ہمیں ایک روایت بھی ملتی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا”نکاح کا اعلان کرو اور نکاح مسجد میں کیا کرو“[25]

7۔اتحاد و اتفاق میں خانقاہ اور صوفیاء کا کردار:

اتحادواتفاق میں خانقاہ کا کردار نہایت اہمیت کا حامل ہے۔صوفیاء کرام نے خانقاہوں کو آباد کیا اور روحانیت کی تعلیم دی۔ابتدائے اسلام میں اتحاد و اتفاق کے لئے جو کام مساجد و مدارس سے ہوا وہی کام ان خانقاہوں میں ہونے لگا بلکہ خانقاہیں تو اس سے بھی بڑھ کر مرجع خلائق بنیں۔جہاں مذہب اور مسلک کی قید نہیں تھی۔دوسرے مذاہب کے غیر مسلم اور ہر مسلک کے لوگ یہاں آتے اور ایک مرشد کی پیروی میں گھل مل جاتے تھے۔مسجد نبوی ﷺ جو کہ ایک خانقاہ بھی تھی یہاں غیر مسلم بھی آتے تھے۔[26]

CC BY

عصر حاضر میں خانقاہی نظام میں کچھ ایسے نقائص آ گئے ہیں جو پہلے نہیں تھے اس لئے اب اجتماعیت میں اس کا وہ کردار بھی نہیں رہا جو ماضی میں اس کا خاصہ تھا۔ جہاں پر تزکیے اور تصفیے کی منازل طے کروائی جاتی تھیں۔ جہاں پر اتفاق و اتحاد اور اخوت و یگانگت کا درس دیا جاتا تھا۔ اس امر کی ضرورت ہے کہ خانقاہوں کے گدی نشین ولی اللہ اور انسان دوست ہوں۔ شریعت مطہرہ کے پابند ہوں۔ اسی طرح خانقاہوں کے ساتھ مدارس دینیہ اور لائبریریوں کا قیام عمل میں لایا جائے۔

8۔ مسجد اور بین المسالک ہم آہنگی:

مسلم معاشروں میں مسجد و مدرسہ کو اتحاد کی علامت سمجھا جاتا ہے جہاں سے توحید کی صدائیں بلند ہوتی ہیں۔ مسجد جس طرح مسلمانوں کو یکجا کر کے متحد بنا دیتا ہے وہ عین قرآنی تعلیمات کے مطابق ہے۔ اسلام اس بات پر زور دیتا ہے کہ مسلمان آپس میں متحد ہو کر رہیں۔ ارشاد ربانی ہے:

وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا.[27]

"اور آپس میں جھگڑا نہ کرو ورنہ بزدل ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی اور صبر کرو۔"

اختلافات خاص طور پر فروعی اختلافات اتحاد و اتفاق کے منافی ہے۔ اس لئے مسجد کو کسی خاص مسلک کا نمائندہ نہیں ہونا چاہیے بلکہ مسجد میں ہر مسلک کے لوگوں کو آنے کی آزادی ہو۔ فروعی اختلافات کو عام لوگوں کے سامنے نہ لایا جائے جس سے فرقہ واریت جنم لیتی ہے۔ اگر ہم اپنی مساجد کو فرقہ واریت سے دور رکھیں گے اور اس کو مسالک کے تابع نہیں بنائیں گے تو ہی اتحاد و اتفاق فروغ پائے گا۔ مساجد و مدارس کے حوالہ سے کچھ مزید عوامل ہیں جو اتحاد و اتفاق میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔ صفحات کی ضخامت کے پیش نظر انہیں اختصار کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔

9۔ مسجد مکالمہ بین المذاہب کا ذریعہ:

مسجد بین المذاہب ہم آہنگی کا ذریعہ بھی ہے۔ عبادت گاہ ہر مذہب والوں کے لئے قابل احترام ہوتی ہے۔ اس لئے عبادت گاہ کا تقدس چاہے وہ کسی بھی مذہب کی ہو قائم رہنا چاہیے۔ دور نبوی ﷺ میں ہمیں اس بات کی بہت سی مثالیں ملتی ہیں کہ کسی بھی عبادت گاہ کو نقصان نہیں پہنچایا گیا۔ ہجرت مدینہ کے بعد یہود سے جو معاہدہ (میثاق مدینہ) ہوا، اس میں یہ شق بھی شامل تھی کہ ہر فریق اپنی عبادت اپنی عبادت گاہ میں کرنے کے لئے آزاد ہے۔ کسی کی عبادت گاہ کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔ اسی طرح اہل نجران سے جو معاہدہ ہوا اُس میں ان کی عبادت گاہوں کی حفاظت کی ضمانت دی گئی۔ وفد نے مسجد نبوی ﷺ میں اپنی عبادت بھی کی تھی۔[28] لہٰذا مساجد بین المسالک و بین المذاہب ہم آہنگی اور مکالمہ کا ذریعہ ہیں۔ عصر حاضر میں مذاہب کی سطح پر

OPEN ACCESS
CC BY

اتحاد و اتفاق کے لئے مساجد اور عبادت گاہیں اپنا کردار ادا کر سکتی ہیں۔ اسی طرح بین المذاہب مکالمہ سازی کے لئے بھی یہ موزوں ترین جگہیں ہیں۔ مساجد کے ساتھ اس مقصد کے لئے ایک مختصر سا ادارہ یا کمیٹی ہو جو رابطہ کار کی حیثیت رکھتی ہو۔

خلاصہ بحث:

"اتحاد و اتفاق کے لئے مساجد، مدارس، خانقاہ اور امام بار گاہ کا کردار سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں" کے عنوان سے لکھے جانے والے اس مقالہ سے درج ذیل نتائج اخذ ہوئے ہیں۔ معاشرے کی اجتماعیت اور اتحاد و اتفاق میں مساجد، مدارس ،خانقاہ اور امام بار گاہ کا کردار انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ ان اداروں خاص طور پر مسجد سے ایک مسلمان کی محبت و عقیدت فطری ہے ۔ دور نبوی ﷺ میں مسجد نبوی ﷺ اتحاد و یگانگت کا مرکز تھی اسی طرح صفہ مدرسہ بھی اتحاد و اتفاق کا مرکز تھی۔ عصر حاضر میں جہاں تفرقہ بازی اور فرقہ واریت کا ناسور معاشرے میں تیزی سے پھیل رہا ہے اور اجتماعیت کا شیرازہ بکھرنے کی طرف ہے تو اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں اتحاد امت کی ضرورت کو سمجھا جائے اور ان عوامل کا مطالعہ کیا جائے جو اتحاد و اتفاق میں کردار ادا کر سکتے ہیں۔ مساجد و مدارس جہاں عبادت اور درس و تدریس کا مرکز ہیں وہیں یہ اتحاد و اتفاق کے لئے شعائر کی حیثیت رکھتی ہیں۔ مساجد کے ساتھ ایسے اداروں یا کمیونٹی سینٹر کے قیام کی ضرورت ہے جس سے عام لوگوں کی ہر طرح کی دینی و دنیاوی ضرورتیں پوری ہوں۔ خانقاہیں روحانیت کی مراکز ہیں اور اپنے اس کردار کی وجہ سے مرجع خلائق ہیں۔ خانقاہوں کا کردار معاشرے کی اجتماعیت اور اتحاد و اتفاق میں اس لئے بھی اہم ہے کہ یہاں مذہب اور فرق سے ماوراء ہر طرح کے لوگ آتے ہیں۔ عصر حاضر میں خانقاہوں کا اگرچہ اب وہ کردار نہیں رہا جو ماضی میں اس کا خاصہ تھا اس کے باوجود ہم وہ کمزوریاں دور کر کے اس کو فعال کر سکتے ہیں۔ مساجد، مدارس، خانقاہ اور امام بار گاہ کا معاشرے کی اجتماعیت اور اتحاد و اتفاق میں جو کردار ہے اس کے لئے مثالیں اور عملی نمونہ ہمیں تعلیمات نبوی ﷺ سے ملتی ہیں۔ آپ ﷺ اور صحابہ کرامؓ نے اس کردار کو مسجد نبویؐ میں عملی طور پر نافذ کیا۔

حوالہ جات

---

[1] الجن، ۷۲: ۱۸

[2] مسلم بن حجاج القشیری، الجامع الصحیح، کتاب المساجد و مواضع الصلوۃ، باب فضل الجلوس فی مصلاہ بعد الصبح، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ج1، ص21

[3] خالد علوی، ڈاکٹر، اسلام کا معاشرتی نظام، الفیصل ناشران و تاجران کتب، لاہور، 2005ء، ص356

4۔ الجن، ۷۲: ۱۸

5۔ ابن کثیر، عماد الدین، اسماعیل بن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، دار القرآن، بیروت، 1981ء، ج7، ص185

6۔ البقرۃ، ۲: ۱۱۴

7۔ بنی اسرائیل، ۱۷: ۱

8۔ توبہ، ۹: ۱۰۸

9۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الصلوۃ، رقم حدیث، 97، مکتبہ رحمانیہ، لاہور، س ن، ج1، ص21

10۔ الجامع الصحیح، کتاب الاذان، رقم حدیث 56، ج1، ص17

11۔ محمد الغزالی، فقہ السیرۃ، الاسکندریہ، دار الدعوۃ، 2008ء، ص162

12۔ مصطفیٰ سباعی، سیرت نبوی، (اردو ترجمہ، مزمل حسین فلاحی)، القمر انٹرپرائز، لاہور، 1989ء، ص92

13۔ الزمر، 39: 9

14۔ اسلام کا معاشرتی نظام، ص377

15۔ احمد شبلی، ڈاکٹر، تاریخ تعلیم وتربیت اسلامیہ، (اردو ترجمہ، محمد حسین خان) ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، 1989ء، ص104

16۔ ڈاکٹر حمید اللہ، عہد نبوی میں نظام حکمرانی، مطبع باب الاسلام، کراچی، 1981ء، ص196

17۔ سیوطی، جلال الدین عبد الرحمن، حسن المحاضرۃ فی تاریخ مصر والقاھرہ، دار احیاء التراث الکتب العربیہ عیسٰی البابی، طبعۃ اولی، مصر، 1387ھ، ج2، ص161

18۔ ال عمران، 3: 103

19۔ الحجرات، 49: 10

20۔ بخاری، کتاب الصلوۃ، باب تشبیک الاصابع فی المسجد، ج1، ص30

21۔ اسلام کا معاشرتی نظام، ص۳۶۹

22۔ ترمذی، محمد بن عیسیٰ، جامع ترمذی، کتاب الصلوۃ، باب فی فضل العشاء، ناشران وتاجران کتب، لاہور، ص۷۵

CC BY

23۔ امیر الدین مہر، پروفیسر، اسلام میں رفاہ عامہ کا تصور اور خدمت خلق کا نظام، ادارہ نشریات، لاہور، ۲۰۰۹ء، ص ۳۹

24۔ اسلام کا معاشرتی نظام، ص ۳۷۲

25۔ جامع الترمذی، کتاب النکاح، ص ۲۰۷

26۔ ابو محمد ابو الملک بن ہشام، السیرۃ النبویہؐ، مکتبہ معروفیہ کوئٹہ، ۲۰۱۶ء، ج ۱، ص ۳۳۹

27۔ الانفال، ۸: ۴۶

28۔ ابو محمد ابو الملک بن ہشام، السیرۃ النبویہؐ، مکتبہ معروفیہ کوئٹہ، ۲۰۱۶ء، ج ۱، ص ۳۳۹

CC BY